امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب کتاب ''فقہ اکبر'' کا اردو ترجمہ

(از مفتی محمد سعد اللہ مراد آبادیؒ)

تبسم صابر*

انیسویں صدی میں جن لوگوں نے علمی دنیا میں نمایاں کارناموں کے نقوش چھوڑے ہیں ان میں ایک بہت ممتاز نام مفتی محمد سعد اللہ مراد آبادی ثم رام پوری (ولادت ۱۸۰۴ء۔وفات ۱۸۷۷ء) کا بھی ہے۔(۱) آپ نے اپنی پوری زندگی تعلیم و تدریس کے ساتھ وعظ و افتا میں گزاری۔آپ کا شمار کثیر التصانیف مؤلفین کی فہرست میں ہوتا ہے۔عربی، فارسی اور اردو میں تقریباً ۳۸ کتابوں کے نام آپ کے تذکرے میں ملتے ہیں۔

مفتی صاحب علیہ الرحمۃ مسلکاً حنفی تھے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے علو مرتبت اور عظمت شان کے پورے طور پر معترف اور ان کے مدّاحوں میں سے تھے۔آپ کی تصانیف میں ایک مختصر رسالہ امام اعظمؒ کے حالات میں ملتا ہے ۔جسے آپ نے بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ قلم بند کیا ہے یہ رسالہ اس اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں زیادہ تر شوافع کی کتابوں سے امام صاحبؒ کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں۔علاوہ ازیں آپ کے گراں قدر تحریری سرمائے میں امام اعظمؒ کے وصیت نامے اور ان سے منسوب کتاب ''فقہ اکبر'' کا اردو ترجمہ بھی شامل ہے۔زیر نظر مضمون میں ہم اسی آخر الذکر رسالہ ''ترجمہ فقہ اکبر'' سے متعلق جو کچھ معلومات فراہم کر سکے ہیں اسے ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتے ہیں۔

اہل علم حضرات واقف ہیں کہ عام طور پر امام اعظم ابوحنیفہؒ کی جانب تین کتابیں منسوب کی جاتی ہیں (۱) فقہ اکبر (۲) العالم والمتعلّم (۳) اور مسند۔لیکن امام اعظمؒ کی طرف ان کا انتساب یقینی نہیں ہے۔ بعض حضرات انھیں امام صاحب کی تصنیف مانتے ہیں اور بعض کا کہنا ہے کہ امام صاحب نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی ۔چنانچہ'' فقہ اکبر'' جس پر گفتگو کرنا مقصود ہے اس کے سلسلے میں بھی علما میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے اگر چہ یہ رسالہ امام اعظمؒ کی تصنیف کے نام سے ہی مقبول ہے اور بے شمار ارباب علم نے اس کی شرحیں لکھی ہیں ۔مولانا عبدالحی الحسنیؒ نے اپنی کتاب ''اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں ۔''(۲) سید محمد بن یوسف حسینی گیسو دراز کی ''شرح فقہ اکبر'' اور مولوی وکیل احمد سکندر پوری کی ''الیاقوت الاحمر شرح فقہ اکبر ،نیز مہر انور ترجمہ فقہ اکبر'' بہ زبان اردو اور مولوی

* رام پور، یو پی، انڈیا

عبدالقادر بن ادریس سلہٹی کی ''الدرالازھر شرح فقہ اکبر'' کے نام لکھے ہیں اور علامہ شبلی نعمانیؒ نے اس کے شارحین میں محی الدین محمد بہاء الدین التوفی ۹۵۳ھ، مولوی الیاس بن ابراہیم السنیولی، مولوی احمد بن محمد بن المغنساوی، حکیم اسحاق شیخ اکمل الدین، ملّا علی القاری کے نام ذکر کیے ہیں۔اس کے بعد لکھا ہے:

''بعض اور شرحوں کے نسخے بھی جا بجا پائے جاتے ہیں۔حکیم اسحاق کی شرح کو ابوالبقاء احمدی نے ۱۹۱۸ء میں نظم کیا اور اصل کتاب کو ابراہیم بن حسام نے جو شریفی کے نام سے مشہور ہیں۔''(۳)

لیکن خود علامہ شبلی نعمانیؒ اسے امام صاحب کی تصنیف نہیں مانتے، انھوں نے اپنی کتاب ''سیرۃ النعمان'' میں اس کتاب پر تفصیلی بحث کی ہے۔ذیل میں ہم علامہ شبلی کی تصنیف کے وہ اقتباسات نقل کر رہے ہیں جن میں انھوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

> ''فقہ اکبر کو اگرچہ فخر الاسلام بزدوی عبدالعلی بحر العلوم و شارحین فقہ اکبر نے امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے لیکن ہم مشکل سے اس بات پر یقین کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب جس زمانے کی تصنیف بیان کی جاتی ہے اس وقت یہ طرز پیدا نہیں ہوا تھا وہ بطور ایک متن کے ہے اور اسی اختصار و ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہے جو متاخرین کا خاص انداز ہے ایک جگہ اس میں جوہر و عرض کا لفظ آیا ہے۔حالانکہ یہ فلسفیانہ لفظ اس وقت تک زبان میں داخل نہیں ہوئے تھے۔بے شبہ منصور عباسی کے زمانے میں فلسفے کی کتابیں یونانی سے عربی زبان میں ترجمہ کی گئیں تھیں لیکن یہ زمانہ امام صاحب کی آخری زندگی کا زمانہ ہے۔کسی طرح قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ ترجمہ ہوتے ہی یہ الفاظ اس قدر جلد شائع ہو جائیں کہ عام تصنیفات میں ان کا رواج ہو جائے۔ فلسفے کے الفاظ نے مذہبی دائرہ میں اس وقت بار پایا ہے جب کثرت استعمال کی وجہ سے زبان کا جز بن گئے اور عام بول چال میں بھی ان کا استعمال کیے بغیر چارہ نہ رہا۔لیکن یہ دور امام صاحب کے زمانے کے بعد شروع ہوا ہے۔ یہ بحث تو روایت کی حیثیت سے تھی اصول درایت کے لحاظ سے بھی یہ امر ثابت نہیں ہوتا۔ دوسری تیسری بلکہ چوتھی صدی کی تصنیفات میں اس کتاب کا پتہ نہیں چلتا۔قدیم سے قدیم تصنیف جس میں اس رسالے کا ذکر کیا گیا ہے (جہاں تک ہم کو معلوم ہے) فخر الاسلام بزدوی کی کتاب الاصول ہے جو پانچویں صدی کی تصنیف ہے۔امام ابوحنیفہ کے ہزاروں شاگرد تھے جن میں سے اکثر بجائے خود استاد تھے اور واسطہ در واسطہ ان کے ہزاروں، لاکھوں شاگرد ہوئے۔ یہ نہایت خلاف قیاس ہے کہ امام صاحب کی

تصنیف موجود ہوتی اور اتنے بڑے گروہ میں اس کا نام تک نہ لیا جاتا۔علم عقائد اور اس کے متعلقات پر بڑی بڑی کتابیں مثلاً صحائف، شرحِ مقاصد، شرح مواقف، ملل ونحل وغیرہ تصنیف ہوئیں ان میں کہیں ان کا ذکر تک نہیں ہے۔اس کتاب کی جس قدر شرحیں ہوئی ہیں سب آٹھویں صدی اور اس کے بعد ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ ابومطیع جو اس کتاب کے راوی ہیں حدیث وروایت میں چنداں مستند نہیں ہیں۔کتب رجال میں ان کی نسبت محدثین نے نہایت سخت ریمارک کیے ہیں اگرچہ میں ان کو کلیۃً تسلیم نہیں کرتا تاہم ایک ایسی مشتبہ کتاب جس کا ثبوت صرف ابومطیع بلخی کی روایت پر منحصر ہو، محدّ ثانہ اصول پر قابل تسلیم نہیں ہوسکتی۔

میرا خیال ہے کہ ابومطیع بلخی نے ایک رسالے میں بطور خود عقائد کے مسائل قلم بند کیے تھے۔ رفتہ رفتہ وہ امام صاحب کی طرف منسوب ہوگیا۔اس خیال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ علامہ ذہبی نے عبرفی اخبار من غبر میں ابو مطیع کا جہاں ذکر کیا ہے ان لفظوں سے کیا ہے صاحب الفقہ الاکبر جس کے متبادر معنی یہ ہیں کہ خود ابومطیع اس کے مصنف ہیں۔ میرا خیال یہ بھی ہے کہ فقہ اکبر کی موجودہ ترتیب وعبارت ابومطیع کے زمانے سے بہت بعد کی ہے اور یہ کچھ نئی بات نہیں۔جامع صغیر جو امام محمد کی تالیف ہے اس کی موجودہ ترتیب امام ابوطاہر ویاس نے کی ہے جو چوتھی صدی میں تھے۔فرق یہ ہے کہ جامع صغیر وہی اصلی ہے صرف ترتیب بدل گئی ہے برخلاف اس کے فقہ اکبر کا اندازِ عبارت بھی زمانہ بعد کا معلوم ہوتا ہے۔''

بحث کے خاتمے پر علامہ شبلی لکھتے ہیں:

''ہم نے اس بحث میں اپنی رائے اور قیاسات کو بہت دخل دیا ہے لیکن تمام واقعات بھی لکھ دیے ہیں۔ ناظرین کو ہم اپنی رائے کے قبول کرنے میں مجبور نہیں کرتے۔اصل واقعات اور ہماری رائیں دونوں ان کے سامنے ہیں وہ جو چاہیں خود فیصلہ کرلیں۔ بے شبہ ہماری خالی رائے یہ ہے کہ امام صاحب کی کوئی تصنیف موجود نہیں ہے۔'' (۴)

اگرچہ علامہ شبلی کی تحقیق حرف آخر نہیں ہے لیکن اکثر محققین کی رائے سے ان کی رائے کی تائید ہوتی ہے۔ زرکلی نے بھی الاعلام میں ''فقہ اکبر'' کو امام صاحب کی تصنیف ماننے سے انکار کیا ہے۔

لیکن مفتی محمد سعد اللہ صاحب ان لوگوں میں سے ہیں جو نہ صرف ''فقہ اکبر'' بلکہ العالم والمتعلم'' اور ''مسند'' کو بھی امام صاحب کی تصنیف مانتے ہیں چونکہ اس وقت ہمارا مطمع نظر ترجمہ ''فقہ اکبر'' اور اس سے متعلق امور ہیں اس لیے ''فقہ اکبر'' کے تصنیف امام ابوحنیفہ ہونے یا نہ ہونے کی بحث کو طول دینے کے بجائے ہم متذکرہ بالا ترجمے

سے متعلق گفتگو کریں گے۔

فقہ اکبر جیسا کہ سوانح نگاروں نے لکھا ہے عقائد کا ایک مختصر رسالہ ہے جس کے مباحث کی ترتیب قریب قریب وہی ہے جو عقائد نسفی وغیرہ کی ہے۔ یہ رسالہ شائع ہو چکا ہے اور بآسانی دستیاب ہے۔مفتی صاحب نے اس رسالے کو پنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء کو ترجمہ کر کے مطبع محمدی سے ۱۳صفحات میں چھپوایا تھا۔اس میں عربی عبارت کے نیچے بین السطور میں اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ زیادہ تر لفظی ہے بامحاورہ ترجمے کی رعایت بہت کم جگہ کی گئی ہے۔مفتی صاحب نے ترجمے کے درمیان (ف) کی علامت بنا کر کہیں کہیں توضیحی حواشی بھی لکھ دیے ہیں۔اس طرح کے حواشی پوری کتاب میں کل ۶۲ جگہ ہیں۔ ذیل میں ''فقہ اکبر'' کی عبارت اور مفتی صاحب کے ترجمے کا انداز ملاحظہ ہو:

عبارت ''فقہ اکبر''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَصُلُ التَّوحِیدِ وَمَا یَصِحُّ الِاعتقادُ عَلَیُہِ یَجبُ اَنُ یَقُولَ اٰمَنُتُ بِاللّٰہِ وَ مَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالُیَومِ الآخِرِ وَالبَعُثِ بَعُدَالمَوُتِ وَالُقَدُرِخَیُرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَالُحِسَابُ والُمِیُزَانُ وَالجَنَّۃُ وَالنَّارُ حَقٌّ کُلُّہٗ وَاللّٰہ تَعالیٰ وَاحِدٌ لا من طریق العَدَدِ وَلٰکِنُ مِنُ طَرِیقِ أَنَّہٗ لَا شَرِیُکَ لَہٗ لَمُ یَلِدُ وَلَمُ یُولَدُ وَلَمُ یکُنُ لَہٗ کُفُواً اَحدٌ لَا یُشُبِہُ شَیئاً مِنَ الَاشُیَاءِ مِنُ خَلُقِہٖ وَلَا یُشُبِہُہٗ شَئٌی مِنُ خَلُقِہٖ لَمُ یَزَل وَلَایَزَالُ بِاَسُمآئِہٖ وَصِفَاتِہٖ الذَاتِیَّۃِ وَالُفِعُلِیَّۃِ اَمَّا الذَاتِیَّۃُ فَالحَیٰوۃُ وَ القُدُرَۃُوَالُعِلمُ وَالکَلَامُ والسَمُعُ والبَصَرُ والِارادَۃُ واَمَّا الفِعُلِیَّۃُفَالتَّخلِیُقُ والتَّرُزِیُقُ وَالِانُشاءُ والِابُداعُ والصُّنُعُ و غَیُرُ ذٰلِکَ مِنُ صِفَاتِ الفِعُلِ لَمُ یَزَل وَلَا یَزَالُ بِصِفَاتِہٖ وَ اَسُمَائِہٖ لم تَحُدُثُ لَہٗ صِفَاتُہٗ وَلَا اسُمٌ لَمُ یَزَلُ عالِماً بِعِلُمِہٖ وَالُعِلُمُ صِفَۃٌ فِی الَازَلِ وَقَادِراً بِقُدُرَتِہٖ وَالُقُدُرَۃُ صِفَۃُ فَی الَازَلِ وَخالَقاً بِتَخُلِیقِہٖ و التَخُلِیُقُ صِفَۃُفِی الَازَلِ وفَاعِلاً بِفعُلِہٖ وَالفَعُلُ صِفَۃٌ فِی الَازَلِ والفَاعِلُ ھُوَا للّٰہ تَعالٰی والُمَفُعُولُ مَخُلُوقٌ و فِعُلُ اللّٰہِ تَعَالیٰ غَیر مَخُلُوقٍ صِفَاتُہٗ فِی الَازَلِ غَیرُ مُحَدَّثَۃٍ وَمَخُلُوقَۃٍ وَمَنُ قَالَ اِنَّھَا مَخُلُوقَۃٌ اَوُ مُحُدَثَۃٌ اَوُ وَقَفَ وَشَکَّ فِیُھَا فَھُوَکَافِرٌ بِاللّٰہِ والقُرآنُ کَلَامُ اللّٰہَ تَعَالیٰ فَی المَصَاحِفِ مَکُتُوبٌ وَفِی الُقُلُوبِ مَحُفُوظٌ وعَلَی الَالسِنَۃِ مَقرُوٌ وَعَلَی النَبِیِّ عَلِیہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ مُنَزَّلٌ وَلفُظُنَا بِالقُرآنِ مَخُلُوقٌ وَکِتَابَتُنَا لَہٗ مَخُلُوقٌ وَقِرَائتُنَا لَہٗ مَخُلُوقٌ وَمَا ذَکَرَہُ اللّٰہُ

تَعَالیٰ فِی القُرآن عَنْ مُوسیٰ وَغیرِہٖ مِنَ الاَنْبیَاءِ عَلیھِمُ السَّلاَمُ وَعَنْ فِرْعَوْنَ وَابْلِیْس فَاِنَّ ذٰلِکَ کُلُّہٗ کَلاَمُ اللّٰہِ تَعَالیٰ اِخْبَاراً عَنْھُمْ وَ کَلاَمُ اللّٰہِ تَعَالیٰ غَیْرُ مَخْلُوقٍ وَ کَلاَمُ مُوسیٰ وَغَیْرُہٗ مِنُ المَخْلُوقِیْنَ مَخْلُوقٌ وَالْقُرآنُ کَلاَمُ اللّٰہِ تَعَالیٰ لَا کَلاَمُھُمْ وَسَمِعَ مُوسی کَلاَمَ اللّٰہِ کَمَا فِی قَوْلِہٖ تَعَالیٰ وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوسیٰ تَکْلِیْماً وَقَدْ کَانَ اللّٰہُ مُتَکَلِّماً وَلَمْ یَکُنْ کَلَّمَ مُوسیٰ وَقَدْ کَانَ اللّٰہُ تَعَالیٰ خَالِقاً فِی الاَزَلِ وَلَمْ یَخْلِق الخَلْقَ فَلَمَّا کَلَّمَ اللّٰہُ مُوسیٰ کَلَّمَہٗ بِکَلَامِہٖ الَّذِی ھُوَ لَہٗ صِفَۃٌ فِی الاَزَلِ وَصِفَاتُہٗ کُلُھَا بِخِلَافِ صِفَاتِ الْمَخْلُوقِیْنَ یَعْلَمُ لَاعِلْمِنَا وَیَقْدِرُ لَا کَقُدْرَ تِنَا ویَرٰی لَا کَرُو یَتِنَا وَ یَتَکَلَّمُ لَا کَلَامِنَا وَ یَسْمَعُ لَاکَسَمْعِنَا نَحْنُ نَتَکَلَّمُ بالآ لَاتِ والْحُرُوْفِ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہیَتَکَلَّمُ بلا الۃٍ وَ حُرُوْفٍ وَالْحُرُوْفُ مَخْلُوْقَۃٌ وَکَلَامُ اللّٰہِ تَعَالیٰ غِیْرُ مَخْلُوقٍ....

ترجمہ: ''یہ کتاب ہے اصل توحید اور اعتقاد صحیح کے بیان میں --واجب ہے ہر مسلمان پر کہ کہے صدق دل سے میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے سب فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور جلا اٹھانے پر پیچھے مرنے کے اور خیر و شر کی تقدیر پر کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہے اور حساب ہونا اور تلنا اعمال کا قیامت اور بہشت اور دوزخ سب حق ہے اور اللہ تعالیٰ ایک ہے عدد سے نہیں پر اس راہ سے کہ اس کا کوئی ساجھی نہیں نہ اولاد والا ہے نہ کسی کی اولاد سے نہ کوئی اس کا ہم قوم ہے اور مشابہ نہیں کسی چیز کی اپنی مخلوق میں سے اور نہ ویسی کوئی چیز ہے خلق میں۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا اپنے ناموں اور صفتوں ذاتی اور فعلی کے ساتھ۔صفت ذاتی جس کو کبھی موت نہیں اور قدرت ہر چیز پر اور جاننا ہر چیز کا اور کلام کرنا اور سننا اور دیکھنا پر آنکھ کان کے سوا اور ارادہ قدیم لیکن صفت فعلی سو پیدا کرنا مخلوق کا اور روزی دینا اور پیدا کرنا اور ایجاد کرنا اور از سرِ نو پیدا کرنا اور سوائے ان کے جو صفت فعلی ہیں وہ اپنی صفت اور ناموں کے ساتھ ازلی ہے جس کی ابتدا نہیں نہ کوئی صفت اس کی نو پیدا ہے نہ کوئی نام اس کا ہمیشہ سے وہ جانتا ہے اپنے علم سے اور علم اس کی صفت ہے قدیم سے اور ہمیشہ وہ قادر ہے ساتھ قدرت اپنی کی اور قدرت اس کی صفت قدیمی ہے اور ہمیشہ وہ پیدا کرنے والا ہے ساتھ اپنے پیدا کرنے کے اور پیدا کرنا اس کی صفت ازلی ہے اور کلام کرنے والا ہے اور کلام کرنا اس کی صفت ازلی ہے اور پیدا کرنے والا سب کا اللہ ہی ہے اور فعل کا اثر اللہ کا مخلوق ہے اور فعل اللہ تعالیٰ کا قدیم ہے اور صفتیں اس کی ازلی ہیں نو پیدا اور مخلوق نہیں اور جو کہے کہ اس کی صفتیں مخلوق ہیں یا نو پیدا یا توقف اور شک کرے وہ کافر منکر ہے خدا کا اور قرآن کلام اللہ تعالیٰ کا ہے مصحفوں میں لکھا ہوا اور دلوں میں یاد اور زبان پر پڑھا گیا اور پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام پر اتارا گیا اور ارادہ کرنا ہمارا زبان سے قرآن کو مخلوق ہے اور لکھنا

ہمارا اس کو اور پڑھنا ہمارا اس کو مخلوق ہے اور جو ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت موسیٰ اور ان کے سوا انبیا علیہم السلام اور فرعون اور شیطان کے احوال سے یہ سب کلام اللہ تعالیٰ کا ہے بطور خبر کے ان سے اور کلام خدائے تعالیٰ کا مخلوق نہیں اور کلام حضرت موسیٰ اور مخلوقات کا مخلوق ہے اور قرآن کلام اللہ تعالیٰ کا ہے نہ ان کا کلام، اور سنا ہے حضرت موسیٰ نے کلام خدا کا جیسا خدا کے قول میں ہے اور بات کی اللہ نے موسی سے بے شک اور بے شک تھا اللہ متکلم اس حال میں کہ نہیں بات کی تھی حضرت موسیٰ سے اور بے شک اللہ تعالیٰ خالق تھا ازل میں اور ابھی نہیں پیدا کیا تھا خلق کو پھر جب کلام کیا اللہ نے موسیٰ سے تو کلام کیا اس سے کلام کے ساتھ جو اس کی صفت ازلی ہے اور سب صفتیں اس کی ذاتی یا فعلی برخلاف صفتوں مخلوقات کی ہیں جانتا ہے پر وہ ہمارا سا علم نہیں اور قدرت رکھتا ہے نہ ہماری سی قدرت اور دیکھتا ہے نہ ہمارا سا دیکھنا اور کلام کرتا ہے نہ ہمارا سا کلام اور سنتا ہے نہ ہمارا سا سننا۔ ہم کلام کرتے ہیں ساتھ اسباب کے اور حروف کے اور اللہ سبحانہ کلام کرتا ہے بغیر اسباب اور حروف کے اور حروف مخلوق ہیں اور کلام اللہ تعالیٰ کا مخلوق نہیں۔'' (۵)

ذیل میں ان کے فوائد کی دو مثالیں نقل کی جاتی ہیں:

مذکورہ بالا عبارت میں لفظ ''واحد'' کے ضمن میں یہ فائدہ رقم ہے:

> ''واحد کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اکیلا ہے ویسا کوئی دوسرا نہیں دو میں کا ایک اللہ۔ پہلے معنی کی راہ سے ایک ہے دوسرے معنی عدد والے یہاں مراد نہیں اس واسطے کے عدد حوادث میں سے ہے۔''(۶)

اسی طرح مذکورہ عبارت میں جہاں لفظ ''صفت فعلی'' آیا ہے وہاں حاشیے میں اس کا فائدہ یہ مذکور ہے کہ:

> ''صفت فعلی وہ ہے کہ اس کی ضد اللہ مین پائی جائے جیسے غضب کہ اس کی ضد رحمت اللہ میں پائی جاتی ہے اور ذاتہ وہ کہ اس کی ضد اللہ میں نہ پائی جائے جیسے علم کہ ضد اس کی جہل اللہ میں نہیں پائی جائے۔ فتاوی ظہیریہ میں لکھا ہے کہ جو کوئی قسم کھاوے صفت فعلی پر اللہ کی تو وہ شرعاً قسم نہیں جیسے ''وغضب اللہ'' قسم ہے اللہ کے غضب کی۔ اور اگر قسم کھائے صفت ذاتی پر تو شرعاً ہو جاتی ہے جیسے کہے ''وعزۃ اللہ'' قسم ہے اللہ کی عزت کی۔'' (۷)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس رسالے کے مطالعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فقہ اکبر کے مترجمین اور شارحین میں مفتی محمد سعد اللہ مراد آبادی بھی شامل ہیں غالباً علامہ شبلی نعمانی اور مولانا عبد الحی الحسنی کو مفتی صاحب کے اس رسالے کا علم نہ ہو سکا اس لیے ان دونوں نے ''فقہ اکبر'' کے مترجمین اور شارحین کے ذیل میں مفتی صاحب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ رسالہ ۱۸۵۷ء سے پہلے کی اردو نثر کے ارتقا کے سلسلے میں بھی قابل مطالعہ ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) تذکرہ کاملان رام پور مصنفہ حافظ احمد علی خاں شوقؔ،ص۱۵۱۔۱۵۴؛حیات اسعد مصنفہ نسیم غازی مرادآبادی،ص۷۰؛نزہۃ الخواطر مصنفہ مولانا عبدالحی ؒ ،ج۸،ص۲۳۶؛مقدمہ فتاوی سعدیہ،مرتبہ مولانا محمد لطف اللہ ولد مفتی محمد سعداللہ مرادآبادی،ص۹۔۱۰

(۲) اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں مصنفہ مولانا عبدالحی الحسنیؒ،ص۳۲۳

(۳) سیرۃ النعمان مصنفہ علامہ شبلی نعمانی،ص۸۳

(۴) ایضاً سیرۃ النعمان،ص۸۶-۸۸

(۵) ترجمہ فقہ اکبر مترجم مفتی محمد سعداللہ مرادآبادی،ص۲۔۴

(۶) ایضاً ص۲

(۷) ایضاً ص۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆